جلد ۳۴ | ۷ ماہ تبوک ۱۳۲۵ ھش | ۱۰ شوال ۱۳۶۵ھ | ۷ ستمبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۰۹

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۷ ماہ تبوک۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج پونے نو بجے شام بذریعہ فون دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ فالحمد للہ

قادیان ۷ تبوک۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے۔

حضرت اماں جی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی طبیعت اب بفضل خدا اچھی ہے۔

گاندھی جی کا فلسفۂ عدم تشدد نئی شان میں

ہندوستان میں کانگرسیوں پر مشتمل عبوری حکومت کے قیام کا ابھی اور تو کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ جس سے معلوم ہوسکے کہ اس ملک کی منزل آزادی قریب ہے۔ البتہ گاندھی جی روزانہ پرارتھنا کے بعد دہلی میں بعض ایسے خیالات ظاہر فرمانے لگے ہیں۔ جن سے مطالعہ کرنے والے کا ذہن اس طرف لازماً منتقل ہوتا ہے۔ کہ ہندو کانگرسی لیڈروں کی مسکینی اور خاکساری اور ان کا فلسفہ عدم تشدد اب نئے سانچے میں ڈھلنے والا ہے۔ اور وہ لوگ جو اب تک مجسمۂ عدم تشدد، تصویر فروتنی اور پیکر عجز و انکسار بنے ہوئے تھے۔ وہ اب آزادی یا بالفاظ دیگر ہندو راج کے خواب کے شرمندۂ تعبیر ہوجانے کے امکانات کی روشنی میں ان خیالات کو ترک کر دینے پر غور کر رہے ہیں۔ جو ان کی بے بسی کی حالت کے آئینہ دار تھے۔ گویا ان کو اختیار کرنا محض ایک مصلحت وقت کا تقاضا تھا۔ اور اب اس مصلحت اندیشی کے خاتمہ کا زمانہ قریب آگیا ہے۔

گاندھی جی اب تک جس شد و مد کے ساتھ مسلسل اور سالہا سال تک ایک مضبوط ارادہ کے ساتھ عدم تشدد کا پروپیگنڈا کرتے رہے۔ اور ہندوستان کی سیاسی آزادی کے لئے اسے جس قدر ضروری قرار دیتے رہے ہیں، وہ کسی سے مخفی نہیں۔ کون نہیں جانتا۔ کہ آپ بڑے سے بڑے متشددانہ فعل کا مقابلہ عدم تشدد کے حربہ سے کرنے کے قائل رہے ہیں۔ حتیٰ کہ عبوری حکومت کے قیام سے تھوڑا ہی عرصہ قبل آپ کے وطن مالوف احمد آباد میں جو فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ ان کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے بھی آپ نے یہی کہا تھا۔ کہ اگر میں وہاں ہوتا تو فسادیوں کا مقابلہ عدم تشدد کے حربہ سے کرتا بلکہ آپ کے دو عقیدت مند جن میں سے ایک ہندو اور ایک مسلمان تھا ایک فلسفے کے زیر اثر حفاظت کے کسی ظاہری سامان کے بغیر لوگوں کو فساد انگیزی سے روکنے کے لئے میدان میں اتر آئے۔ جن میں سے ایک ہندوؤں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور دوسرے کو مسلمانوں نے ہلاک کردیا۔ یہ تو حق کانگرسیوں کی فلسفۂ عدم تشدد سے عقیدت عبوری حکومت کے قیام سے قبل گویا گاندھی جی کبھی بھی اپنے پیروؤں کو یہ اجازت دینے کے لئے تیار نہ تھے۔ کہ وہ تشدد کا مقابلہ تشدد سے کریں۔ بلکہ وہ ہر حالت میں عدم تشدد پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ مگر کانگرسی حکومت کے قیام کے بعد سب سے پہلا فساد جو ہوا۔ وہ بمبئی کا فساد ہے۔ جس میں قیام امن کے لئے فوج کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ اس پر اظہار رائے کرتے ہوئے گاندھی جی نے پرارتھنا کے بعد جن خیالات کا اظہار کیا۔ وہ گویا اس موضوع پر آپ کا پہلا بیان سمجھنا چاہئیے۔ اور اس میں آپ نے کہا کہ فوج کا کام شہر میں امن قائم رکھنا نہیں۔ "اگر میرا بس چلے تو کسی بھی صورت میں اس بات کے لئے فوج یا پولیس کی امداد نہ لینے دوں۔ اگر ہندو اور مسلمانوں کے لئے لڑنا ہی ضروری ہے۔ تو ان کو آپس میں بہادروں کی طرح لڑنا چاہئیے۔" (پرتاپ ۴ ستمبر)

گاندھی جی کے خیالات میں یکا یک ایسا انقلاب واقعی حیرت انگیز ہے۔ اور جن لوگوں نے گاندھی جی کے عدم تشدد کے پروپیگنڈا کو کبھی بھی حقیقت پر مبنی نہیں سمجھا۔ ان کی دور بینی پر دال ہے۔ اب تک جو لوگ یہ سمجھتے رہے ہیں کہ کانگرسی ہر حال میں عدم تشدد پر کاربند رہیں گے۔ انہیں یہ وہم دل سے نکال دینا چاہئیے۔ کیونکہ اب گاندھی جی کے نزدیک وقت آگیا ہے۔ جب ہندوؤں کے مقاصد اور منصوبوں کے باحسن وجوہ پورا ہونے کے لئے مناسب یہی ہے۔ کہ دونوں قوموں کو بہادری کے ساتھ لڑنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ اور اس بات کا بھی کوئی امکان نہ رہنے دیا جائے کہ فوجی طاقت مسلمانوں کو ہندوؤں کے پنجہ سے بچا سکے۔ مسلمانوں کو ان باتوں پر گہری نظر سے غور کرنا چاہئیے۔

ہندوؤں کی طاقت کا ایک بیّن ثبوت

ایک گزشتہ پرچہ میں ہم نے عرض کیا تھا کہ مسلمانوں کو یہ بات دل سے نکال دینی چاہئیے۔ کہ وہ ہندوؤں سے طاقتور ہیں۔ یا ہندو کمزور اور میدان مقابلہ میں شکست نہیں ہوسکتے ہم نے لکھا تھا کہ آج کا ہندو وہ ہندو نہیں جو کچھ عرصہ پیشتر تھا اب وہ مسلمانوں کو کچل دینے کی پوری طرح تیاری کر چکے ہیں۔ اور کلکتہ کا فساد اس کا بیّن ثبوت ہے۔ معاصر ریاست دہلی "کلکتہ کے فسادات سے مسلمان سبق لیں گے" عنوان سے لکھتا ہے کہ "مسلمانوں کے ذہن میں عام طور پر یہ خیال ہے۔ کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان زیادہ مضبوط ہیں۔ اور مسلمان جب چاہیں ہندوؤں کو لوٹ سکتے ہیں یا ہلاک کر سکتے ہیں۔ اور ہندوؤں میں ہمت نہیں کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ کرسکیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان جہاں بھی جمع ہوں۔ وہ ہندوؤں پر غالب آنے کے زعم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مگر کلکتہ کے فسادات کے واقعات مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کا باعث ہونے چاہئیں .... تازہ ترین شمار و اعداد کے مطابق سات سو تو ہندو مارے گئے۔ اور سات ہزار مسلمان۔ اور اگر یہ اعداد غلط بھی ہوں۔ تو اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ مرنے والے

جلال الدین عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوایا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔
ایڈیٹر: رحمت اللہ شاکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم شنبہ

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۶ ماہ تبوک۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج پونے نو بجے شام بذریعہ فون دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ فالحمد للہ

قادیان ۶ تبوک۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خیروعافیت ہے۔

حضرت اماں جی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی طبیعت اب بفضل خدا اچھی ہے۔

جلد ۳۴ | ۷ ماہ تبوک ۱۳۲۵ ہش | ۱۰ شوال ۱۳۶۵ھ | ۷ ستمبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۰۹

گاندھی جی کا فلسفہ عدم تشدد نئی شان میں

ہندوستان میں کانگرسیوں پر مشتمل عبوری حکومت کے قیام کا ابھی اور تو کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ جس سے معلوم ہو سکے کہ اس ملک کی منزل آزادی قریب ہے۔ البتہ گاندھی جی روزانہ پرارتھنا کے بعد دہلی میں بعض ایسے خیالات ظاہر فرمانے لگے ہیں۔ جن سے مطالعہ کرنے والے کا ذہن اس طرف لازماً منتقل ہوتا ہے۔ کہ ہندو کانگرسی لیڈروں کی مسکینی اور خاکساری اور ان کا فلسفہ عدم تشدد اب نئے حاکمانہ سانچے میں ڈھلنے والا ہے۔ اور وہ لوگ جو اب تک مجسمۂ عدم تشدد و تصویر فروتنی اور پیکر عجز و انکسار بنے ہوئے تھے۔ وہ اب آزادی یا بالفاظ دیگر ہندو راج کے خواب کے شرمندہ تعبیر ہو جانے کے امکانات کی روشنی میں ان خیالات کو ترک کر دینے پر غور کر رہے ہیں۔ جو ان کی بے بسی کی حالت کے آئینہ دار تھے۔ گویا ان کو اختیار کرنا محض ایک مصلحت وقت کا تقاضا تھا۔ اور اب اس مصلحت اندیشی کے [illegible] کا زمانہ قریب آگیا ہے۔

گاندھی جی اب تک جس شدومد کے ساتھ مسلسل اور سالہا سال تک ایک مضبوط ارادہ کے ساتھ عدم تشدد کا پروپیگنڈا کرتے رہے ہیں۔ اور ہندوستان کی سیاسی آزادی کے لئے [illegible] جس قدر ضروری قرار دیتے رہے ہیں۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ کون نہیں جانتا۔ کہ آپ بڑے سے بڑے متشددانہ فعل کا مقابلہ عدم تشدد کے حربہ سے کرنے کے قائل رہے ہیں۔ حتیٰ کہ عبوری حکومت کے قیام سے تھوڑا ہی عرصہ قبل آپ کے وطن مالوف احمد آباد میں جو فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ ان کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے بھی آپ نے یہی کہا تھا۔ کہ اگر میں وہاں ہوتا تو فسادیوں کا مقابلہ عدم تشدد کے حربہ سے کرتا بلکہ آپ کے دو عقیدت مند جن میں سے ایک ہندو اور ایک مسلمان تھا۔ اسی فلسفہ کے زیر اثر حفاظت کے کسی ظاہری سامان کے بغیر لوگوں کو فساد انگیزی سے روکنے کے لئے میدان میں اتر آئے۔ جن میں سے ایک ہندوؤں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور دوسرے کو مسلمانوں نے ہلاک کر دیا۔ یہ تو تھی کانگرسیوں کی فلسفہ عدم تشدد سے عقیدت۔ عبوری حکومت کے قیام سے قبل گویا گاندھی جی کبھی بھی اپنے پیرؤوں کو یہ اجازت دینے کے لئے تیار نہ تھے۔ کہ وہ تشدد کا مقابلہ تشدد سے کریں۔ بلکہ وہ ہر حالت میں عدم تشدد پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ کانگرسی حکومت کے قیام کے بعد سب سے پہلا فساد جو ہوا۔ وہ بمبئی کا فساد ہے۔ جس میں قیام امن کے لئے فوج کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ اس پر اظہار رائے کرتے ہوئے گاندھی جی نے پرارتھنا کے بعد جن خیالات کا اظہار کیا۔ وہ گویا اس موضوع پر آپ کا پہلا بیان سمجھنا چاہیئے۔ اور اس میں آپ نے کہا کہ فوج کا کام شہر میں امن قائم رکھنا نہیں۔ "اگر میرا بس چلے تو کسی بھی صورت میں اس بات کے لئے فوج یا پولیس کی امداد نہ لینے دوں۔ اگر ہندو اور مسلمانوں کے لئے لڑنا ہی ضروری ہے۔ تو ان کو آپس میں بہادروں کی طرح لڑنا چاہیئے۔" (پرتاپ ۴ ستمبر)

گاندھی جی کے خیالات میں یکدم ایسا انقلاب واقعی حیرت انگیز ہے۔ اور جن لوگوں نے گاندھی جی کے عدم تشدد کے پروپیگنڈا کو کبھی بھی حقیقت پر مبنی نہیں سمجھا۔ ان کی دوربینی پر دال ہے۔ اب تک جو لوگ یہ سمجھتے رہے ہیں کہ کانگرسی ہر حال میں عدم تشدد پر کاربند رہینگے۔ انہیں یہ وہم دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کیونکہ اب گاندھی جی کے نزدیک وقت آگیا ہے۔ جب ہندوؤں کے مقاصد اور منصوبوں کے باحسن وجوہ پورا ہونے کے لئے مناسب یہی ہے۔ کہ دونوں قوموں کو بہادری کے ساتھ لڑنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ اور اس بات کا بھی کوئی امکان نہ رہنے دیا جائے کہ فوجی طاقت مسلمانوں کو ہندوؤں کے پنجہ سے بچا سکے۔ مسلمانوں کو ان باتوں پر گہری نظر سے غور کرنا چاہیئے۔

ہندوؤں کی طاقت کا ایک بیّن ثبوت

ایک گزشتہ پرچہ میں ہم نے عرض کیا تھا کہ مسلمانوں کو یہ بات دل سے نکال دینی چاہیئے۔ کہ وہ ہندوؤں سے طاقتور ہیں۔ یا ہندو کمزور اور میدان مقابلہ میں کھڑے نہیں ہو سکتے ہم نے لکھا تھا کہ آج کا ہندو وہ ہندو نہیں جو کچھ عرصہ پیشتر تھا اب وہ مسلمانوں کو کچل دینے کی پوری طرح تیاری کر چکے ہیں۔ اور کلکتہ کا فساد اس کا بیّن ثبوت ہے۔ معاصر ریاست دہلی "کلکتہ کے فسادات سے مسلمان سبق لیں" کے عنوان سے لکھتا ہے کہ "مسلمانوں کے ذہن میں عام طور پر یہ خیال ہے۔ کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان زیادہ مضبوط ہیں۔ اور مسلمان جب چاہیں ہندوؤں کو لوٹ سکتے ہیں یا ہلاک کر سکتے ہیں۔ اور ہندوؤں میں ہمت نہیں کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان جہاں بھی جمع ہوں۔ وہ ہندوؤں پر غالب آنے کے زعم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مگر کلکتہ کے فسادات کے واقعات مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کا باعث ہونے چاہئیں ..... تازہ ترین شمار و اعداد کے مطابق سات سو تو ہندو مارے گئے۔ اور سات ہزار مسلمان۔ اور اگر یہ اعداد غلط بھی ہوں۔ تو اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ مرنے والے

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر۔ رحمت اللہ خاں شاکر

احمدی خدا کی فوج کا سپاہی ہے۔ اسکی زندگی سپاہیانہ ہونی چاہیئے۔ خدام الاحمدیہ تحریک جدید کی فوج ہے۔ اسکو فوجی زندگی بسر کرنے کی تربیت دینے کے لئے سال میں ایک مرتبہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع منعقد کیا جاتا ہے۔ جہاں ہم وہ طریقے سیکھتے ہیں۔ جن پر عمل کرنا ہماری ترقی کے لئے ضروری ہے۔ یہ اجتماع اسلامی لشکر کا نظارہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ خدام اپنے صدر کی زیر ہدایت کامل اطاعت کا نمونہ ہوتے ہیں۔ اجتماع کے ان تین دنوں میں کھلے میدان میں رہائش ہوتی ہے۔ زمین پر بستر ہوتا ہے۔ اور چوبیس گھنٹے کی مصروفیت ہوتی ہے۔ خدام کے اخلاق کی نگرانی کی جاتی ہے۔ اور ان کو اسلامی اخلاق کا موقعہ و محل بتایا جاتا ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ان کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے مفید کھیلیں سکھائی اور کھلائی جاتی ہیں۔ خدام اسی اجتماع میں اپنے صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔ جو ماہ تبلیغ (فروری) سے کام سنبھالتا ہے۔ ان سب سے بڑھ کر ہمیں ایک تنظیم اور ایک ہاتھ کے اٹھنے پر کھڑے ہونے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جانے کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور یہی تنظیم ترقی کا اصل راز ہے۔

پس یہ اجتماع ہمارے لئے بہت سی برکات لاتا ہے۔ جن سے ہمیں پورا پورا فائدہ اٹھا کر اپنی زندگی کو سلسلے کے لئے مفید بنانا چاہیئے۔ اس اجتماع میں بیرونی مجالس کے نمائندے اور مقامی مجالس کے سب خدام شامل ہوتے ہیں یعنی مہمان بھی اور میزبان بھی۔ ہر دو قسم کے خدام پر مشترک ذمہ واریوں کے علاوہ علیحدہ علیحدہ ذمہ واریاں بھی ہیں۔ خصوصاً میزبانوں پر۔

مہمان خدام مختلف قسم کے جذبات و خیالات لیکر قادیان آتے ہیں۔ ان کو قادیان میں کر تربیت یافتہ خدام کا نمونہ دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ ہم میں سے کسی کی کمزوری دوسرے کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو۔ اس موقعہ پر اپنے اخلاق کے مظاہرہ کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی مہمان خدام کو بھی یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر جگہ کمزور طبائع کے لوگ بھی ہوتے ہیں پس وہ بھی اپنے فرائض کا خیال رکھیں۔ اجتماع کے اوقات کو صحیح طور پر گذاریں۔ قادیان کی برکات سے پورا فائدہ اٹھائیں لہو و لعب سے احتراز کریں۔ لڑائی جھگڑے کا موقع پیدا نہ ہونے دیں۔

میں امید رکھتا ہوں۔ کہ مجالس اپنے نمائندگان اور غیر نمائندگان کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس اجتماع میں شامل کرینگی۔ نمائندگان ضروری حالات سے باخبر ہونگے اور وقت مقرر پر اپنی رپورٹ پیش کرینگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس اجتماع کے جملہ فوائد سے متمتع فرمائے۔ آمین۔

خاکسار محبوب عالم خالد ایم۔ اے قائم مقام نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

ذکرِ حبیب علیہ السلام

روایات شیخ نور احمد صاحب مرحوم

بوساطت صیغہ تالیف و تصنیف قادیان

(۶)

اس مباحثہ سے متاثر ہو کر شیخ غلام حسن صاحب اور حاجی محمود صاحب دونوں کو شوق ہو گیا۔ اور مکان پر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور روزانہ آمد و رفت رکھی۔ چونکہ گرمیوں کے دن تھے۔ اور مکان تنگ تھا۔ حاجی محمود صاحب نے حضرت سے عرض کیا۔ کہ یہ مکان فراخ نہیں ہے۔ اور آپ کو اس میں تکلیف ہے میرا مکان وسیع ہے وہاں تشریف لے چلیں حضرت نے فرمایا کہ ہم شیخ نور احمد صاحب مالک ریاض ہند پریس کے مہمان ہیں۔ ان سے دریافت کرو۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کا مکان تنگ ہے اور آدمی بہت ہیں میرا مکان کشادہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنا مکان خالی کردوں۔ اس میں گنجائش ہے۔ حضرت نے آپ پر منحصر رکھا ہے آپ منظور کریں۔ یہ وہی مکان ہے جس کے واسطے میں نے پہلے حاجی صاحب سے درخواست کی تھی۔ اور اس کے دینے سے کرایہ پر بھی انکار کیا تھا۔ میں نے بات کو دوہرانا نہ چاہا اور یہ کہا کہ آپ کی مہربانی ہے میری طرف سے اجازت ہے حاجی صاحب نے پھر حضرت سے عرض کیا کہ شیخ صاحب نے منظور کر لیا ہے۔ اور شام کا کھانا معہ آپ کے ہمراہیوں کے میرے یہاں ہی ہے۔ پھر حضرت نے اس کو بھی میری منظوری پر رکھا۔ سو میں نے ان کے دریافت کرنے پر کھانا بھی منظور کر لیا میں ان سے واقف تھا کہ یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ کہ جو بھیڑیوں درندوں کی طرح ہماری ایذا دہی کو تیار رہیں۔ باوجود مخالف ہونے کے بھی یہ لوگ شریفانہ برتاؤ رکھتے ہیں۔ اور کمینہ حرکات ان سے سرزد نہیں ہوتیں۔ اور ہر حالت میں صلح کن ہیں۔ وہ کھانے کی منظوری

لے کر رخصت ہو گئے۔ تھوڑی سی دیر ہوئی تھی۔ انہوں نے بند گاڑی بھیجدی۔ حضرت صاحب چلنے کے لئے کھڑے ہو گئے جب باہر مکان کے جب دیکھا کہ ایک گاڑی ہے۔ اور دوست زیادہ ہیں۔ آپ پیدل ہی چل دیئے۔ ہر چند کوچوان نے عرض کیا کہ حضور سوار ہو لیں۔ آپ نے یہ گوارا نہ کیا کہ ہمارے دوست پیدل چلیں۔ اور ہم سوار ہو جائیں۔ پس سب دوست حضرت کے ساتھ ساتھ ہو لئے۔ اور میں گاڑی کو اپنے مکان زنانہ کے پاس لے آیا۔ اور حضرت ام المومنین اور صاحبزادوں معہ اپنی بیوی کے سوار کرا کر اس مکان پر لے آیا۔ جہاں حضرت تشریف لائے تھے شام کے وقت شیخ محمود صاحب نے پر تکلف سب کو کھانا کھلایا۔ جب کھانا کھا چکے۔ تو میاں نبی بخش صاحب مرحوم رفوگر و سوداگر پشمینہ نے کھڑے ہو کر بادب عرض کیا۔ کہ کل صبح کو میری دعوت منظور فرمائیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر شیخ نور احمد صاحب منظور کر لیں۔ تو ہمیں کوئی عذر نہیں۔ پھر نبی بخش صاحب نے مجھ سے اجازت چاہی تو میں نے منظور کر لیا۔ اور میں سمجھ گیا کہ لوگ مخالفت میں شور مچا رہے ہیں۔ ایذا کے درپے ہیں۔ اور نور احمد یہاں کا رہنے والا ہر ایک سے واقف ہے۔ بغیر اس کے مشورہ کے حضرت نہ کسی کے کھانا کھائینگے اور نہ ٹھہرینگے۔ آپکا یہ منشاء معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے ہر امر میں میرے مشورہ یا منشاء کے بغیر کوئی بات قبول نہیں فرماتے۔ صبح کو حضرت معہ کل دوستوں کے نبی بخش صاحب رفوگر کے مکان پر تشریف لے گئے اور بعد کھانا کھانے کے انہوں نے بیعت کرلی۔ یہ ہم دو شخص احمدی تھے۔ آج تین ہو گئے الحمد للہ علیٰ ذالک یعنی ایک عاجز راقم

اور دوسرے مستری قطب دین صاحب مرحوم اور تیسرے یہ صاحب۔ اس کے دوسرے روز مولوی قاضی امیر حسین صاحب بھیروی جو اس زمانہ میں امرتسر تھے۔ انہوں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری دعوت قبول فرمائیں۔ پھر آپ نے میری منظوری پر منحصر رکھا۔ میں ان کو جانتا تھا کہ یہ نیک صالح آدمی ہیں۔ اور مدرسہ اسلامیہ میں مدرس اور بے شر آدمی ہیں۔ ایذا رساں لوگوں سے نہیں ہیں۔ میں نے ان کی دعوت قبول کرلی۔ اور حضرت نے بھی دعوت قبول فرمالی جب قاضی صاحب کی دعوت حضور معہ رفقاء کھا چکے۔ تو انہوں نے بھی بیعت کرلی۔ اب ہم خدا کے فضل سے چار احمدی ہو گئے۔ قاضی صاحب کے بیعت کرنے پر مولویوں میں سخت شور مچ گیا۔ اور سب لوگوں کے گھروں میں شور قیامت برپا ہو گیا۔ کہ لو صاحب بیعت کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا۔ ایسا نہ ہو کہ سلسلہ طول پکڑ جاوے۔ مولوی ہر محلہ میں وعظ کرنے لگے۔ کہ لوگو اس شخص کی تقریر سننے ملاقات کرنے کوئی نہ جاوے ایسا نہ ہو کہ تم خراب ہو جاؤ اور کافر بن جاؤ۔ اور حضرت کی خدمت میں پیغام آدمیوں کی معرفت بھیجنے لگے کہ ہم سے مباحثہ کرلو حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ہماری اب تو عیسائیوں سے بحث ہو رہی ہے۔ ان سے فارغ ہو کر انشاء اللہ تم سے بحث کی جائے گی۔

ہنری مارٹن صاحب کے مکان سے شیخ محمود صاحب کے مکان تک بہ نسبت میرے مکان کے زیادہ فاصلہ ہو گیا۔ میرا مکان نزدیک تھا۔ گویا آدھا یا پون میل کا فاصلہ تھا ہم سب بڑی حفاظت سے حضرت کو پادری صاحب کی کوٹھی پر بحث کے لئے لے جاتے تھے۔ اور مکان پر واپس لاتے تھے۔ اس واسطے کہ لوگ مولویوں کے بہکانے سکھلانے سے خواہ مخواہ تکلیف دیتے تھے۔ اسی طرح پندرہ دن مباحثہ ہوتا رہا۔ الوہیت مسیح پر حضرت نے جب یہ لکھوایا کہ ایک عاجز اور ناتواں انسان کو تم خدا بنا رہے ہو۔ جو عورت کے پیٹ میں ۹ مہینہ رہ کر اور خون حیض سے پرورش پا کر پیدا ہوا۔ وہ کیونکر خدا ہو سکتا ہے۔ یہ بات سنکر پادری صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ الفاظ ہم خداوند یسوع مسیح

کی نسبت سننا نہیں چاہتے۔ اور چلنے کو تیار ہو گئے۔ یہ نظارہ دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ تو بھاگیں گے میں جو لکھواتا ہوں وہ لکھے جاؤ۔ یہ حالت دیکھ کر ہنری مارٹن کلارک صاحب نے کہا کہ میں تو یہ جانتا تھا کہ مسلمانوں میں شور اٹھے گا الٹا عیسائیوں میں ہی شور پڑ گیا۔ اور عیسائیوں سے کہا بیٹھو اب تمہارا فرار ہونا کام نہیں دیگا۔ یہ موقعہ مستعدی کا ہے۔ سب بیٹھ جاؤ غرض الوہیت مسیح کا حضرت نے وہ رد کیا کہ ان کو جواب نہ آسکا۔ اور آتھم صاحب کو لکھوانا پڑا کہ مسیح تیس برس تک عام انسانوں کی طرح تھا۔ جب اس پر روح القدس نازل ہوا تو وہ مظہر اللہ کہلایا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں۔ کہ مسیح انسان اور نبی تھا۔ جب کسی انسان پر روح القدس نازل ہوتا ہے مظہر اللہ یعنی نبی بن جاتا ہے۔ یہ بات سنکر عیسائیوں کے رنگ زرد ہو گئے اور ہنری مارٹن صاحب گھبرا گئے۔ اور آتھم صاحب بھی گھبرا اٹھے۔ عیسائیوں نے فوراً کہا کہ آتھم صاحب یہ آپ نے کیا لکھوا دیا۔ تو آتھم صاحب نے جواب دیا کہ میں اور کیا لکھواتا۔ جو لکھوانا تھا سو لکھوا دیا۔ میں بیمار ہوں مجھے چھوڑو میں جاتا ہوں۔ تم جو چاہو لکھواؤ۔ ناظرین کو جنگ مقدس یا فوٹو جنگ مقدس سے یہ ساری کیفیت معلوم ہو جائیگی۔ آتھم صاحب میں حق کا رنگ آگیا تھا۔ آتھم صاحب بیمار ہو گئے۔ مگر آخری دنوں میں عیسائیوں کے تقاضہ سے آتے رہے۔ بیچ میں ہنری مارٹن صاحب بحث کے لئے چنے گئے تھے۔ انہوں نے ادھر ادھر کی باتوں میں بمشکل تمام دن پورے کئے

آخری روز آخری پرچہ کے آخر میں ایک پیشگوئی بالہام الٰہی تحریر فرمائی۔ کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کیطرف سے معلوم ہوا ہے کہ جو فریق عمداً حق کو چھپاتا ہے۔ پندرہ ماہ میں ہاویہ میں گرایا جائیگا بشرطیکہ وہ حق کیطرف رجوع نہ کرے۔ اور آتھم صاحب نے اندرونہ بائیبل میں معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دجال لکھا ہے آتھم صاحب نے فوراً زبان باہر نکالی۔ اور کانوں پر ہاتھ رکھے۔ اور رنگ زرد ہو گیا۔ اور آنکھیں پتھرا گئیں اور سر ہلا کر کہا۔ میں نے تو ایسا نہیں لکھا۔ گویا اسی وقت رجوع الی الحق کر گیا

ایک سَو ضروری اور مفید حوالہ جات

(از مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

(۴)

نبی کے نام پر اس کے اتباع کا نام

بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے نام پر اس کے ماننے والوں کا نام رکھا گیا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ؑ کے ماننے والے یہودی کہلائے۔ اور حضرت مسیح ؑ کے ماننے والے انصاری کہلائے۔ نبیوں کے نام پر امت کا نام نہیں رکھا گیا۔ اسی طرح سے وہ سلسلہ احمدیہ پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس جگہ بانیٔ سلسلہ کے نام پر سلسلہ احمدیہ نام رکھا گیا۔ اور ان کے ماننے والے احمدی کہلاتے ہیں۔ اس وجہ تسمیہ کی حکمت و فلسفہ پر بھی بحث کا یہ موقعہ نہیں اس جگہ صرف ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ گذشتہ انبیاء میں سے بھی کم از کم ایک نبی کے اتباع کو اس کے نام پر موسوم کیا گیا تھا۔ آیت قرآنی سلام علیٰ الیاسین۔ (الصافات ع ۴) کی تفسیر میں امام فخرالدین رازی تحریر کرتے ہیں ”قال الفراء ھو جمع واراد بہٖ الیاس واتباعہ من المومنین کقولھم المھلبون والسعدون۔“

ترجمہ:۔ امام الفراء کہتے ہیں۔ کہ لفظ الیاسین جمع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے جمع اسلئے استعمال فرمایا کہ اسکی مراد حضرت الیاس ؑ اور ان کے پیرو مومن تھے۔ جیسے اتباع المہلب کو المہلبون اور اتباع السعد کو السعدون کہتے ہیں۔“ (تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۱۶۳)

اس حوالہ سے ثابت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضرت الیاس ؑ کے اتباع کو ان کے نام پر الیاسین موسوم فرمایا ہے۔ پس احمد ؑ کے نام پر احمدی کہلانے میں کیا حرج ہے؟ اور اس پر اعتراض کیسا؟

(۵)

وما علمناہ الشعر سے کیا مراد ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام موزوں کو دیکھ کر بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ نبی شعر نہیں کہہ سکتا۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب نے شعر کہے ہیں۔ اس لئے آپ نبی نہیں۔ ایسے معترضین اپنی تائید میں آیت قرآنی وما علمنہ الشعر وما ینبغی لہ کو پیش کرتے ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس اعتراض کے تین جواب ہیں:۔

(۱) آیت میں الشعر سے مراد وہ لغو اور فضول اشعار ہیں۔ جو ان دنوں اہل عرب کا شعار تھا۔ جن میں جھوٹ اور مبالغہ کی کثرت ہوتی تھی۔ اور طنز و تشنیع اور فخر و مباہات ان کی امتیازی وصف ہوتی تھی۔ معانی ملحوظ نہ ہوتے تھے۔ الفاظ کا تتبع کیا جاتا تھا۔ اسی لئے اس قسم کے ”الشعر“ کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان ھو الا ذکر و قرآن مبین۔ کہ یہ شعر نہیں۔ بلکہ ذکر اور نصیحت نامہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی ان من الشعر حکمۃ رواہ البخاری۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۹) فرما کر بتا دیا کہ انبیاء کی شان سے جس قسم شعر کو منافی قرار دیا گیا ہے۔ وہ فضول اور لغو شعر ہیں۔ نہ کہ پُر حکمت شعر۔

(۲) محققین جانتے ہیں کہ ہر موزوں و مقفیٰ کلام شعر نہیں ہوتا۔ بلکہ در اصل وہ موزوں و مقفیٰ کلام شعر ہوتا ہے۔ جس میں قائل کا مقصد اولیں موزوں کلام بیان کرنا ہو۔ اور معانی اس کے مدنظر نہ ہوں۔ علامہ فخرالدین رازی لکھتے ہیں:۔ ”الشعر ھو الکلام الموزون الذی قصد الی وزنہ قصداً اولیاً واما من یقصد المعنی فیصدر موزوناً مقفی فلا یکون شاعراً الا تری الی قولہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ...... وعلی ھذا لو صدر من النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلام کثیر موزون مقفی لا یکون شعراً لعدم قصدہ اللفظ قصداً اولیاً۔“ (تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۵)

ترجمہ:۔ شعر وہ کلام موزوں ہے۔ جس میں کہنے والے کا اولین مقصد وزن ہوتا ہے۔ ہاں جو شخص معنی کو مقصود بالذات قرار دیتا ہے۔ لیکن موزوں اور مقفیٰ کلام کہتا ہے۔ وہ شاعر نہیں ہوگا۔ آپ اس کے لئے قرآنی آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون پر غور فرمائیے۔ ..... اس تعریف کے ماتحت اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسا کلام کثیر بھی صادر ہوتا جو موزوں اور مقفیٰ ہوتا تب بھی آپ شاعر نہ ہوتے۔ اور نہ وہ کلام شعر کہلاتا۔ کیونکہ آپ کا مقصود بطور قصد اولیٰ لفظ نہ تھے۔“

اس اقتباس پر غور کرنے کے بعد کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی شاعر نہیں کہہ سکتا کیونکہ آپ کا مقصد بھی الفاظ اور ان کے اوزان نہ تھے بلکہ حقائق و معانی کو ادا کرنا اصل مقصود تھا۔ حضور نے خود بھی فرمایا۔ ؎

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

(۳) امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:۔ ”قال بعض محصلین لم یقصد وا ھذا المقصد فیما رموہ بہ وذالک انہ ظاھر من الکلام انہ لیس علی اسالیب الشعر ولا یخفی ذالک علی الاغتام من العجم فضلاً عن بلغاء العرب وانما رموہ بالکذب فان الشعر یعبر بہ عن الکذب والشاعر الکاذب“

(المفردات زیر لفظ شعر)

ترجمہ:۔ بعض اہل علم کا یہ قول ہے۔ کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شاعر کہتے وقت موزوں مقفیٰ کلام والا شعر کہنے والا مراد نہ لیا تھا یہ تو قرآن مجید کے ظاہر سے عیاں ہے۔ کہ وہ شعر کے طریقوں پر نہیں اور یہ بات عجمی بکریوں سے بھی مخفی نہیں۔ چہ جائیکہ عرب کے بلغاء اسے نہ جان سکیں۔ در اصل کفار کی مراد لفظ شعر سے کذب بیانی تھی۔ اور شاعر سے مراد کاذب تھی“۔

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شاعر بمعنی کاذب کہا کرتے تھے۔ اور قرآن مجید کو شعر بمعنی کذب قرار دیا کرتے تھے۔ اسی کی تردید آیت وما علمنہ الشعر وما ینبغی لہ میں کی گئی۔ ان ہر سہ جوابات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موزوں کلام کو منافی نبوت قرار دینا بالبداہت غلط ثابت ہو جاتا ہے۔

(۶)

نبی اسود کا ذکر

آیت قرآنی ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک کی تفسیر میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں:۔ ”عن علی رضی اللہ عنہ ان اللہ بعث نبیاً اسود فھو ممن لم یقصص علیہ

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سیاہ فام نبی بھی مبعوث فرمایا تھا۔ یہ نبی بھی ان انبیاء میں سے ہے۔ جن کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتائے گئے۔ (تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۸)

(۷)

انبیاء علیہم السلام کی تصاویر

آیت قرآنی یعملون لہ ما یشاء من محاریب و تماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات کے ماتحت تماثیل کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے۔ کہ:۔ ”صور الملئکۃ و النبیین والعباد لکی ینظر الیھم الناس فیعبدوا ربھم علی مثالھم“ (تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۶۶)

ترجمہ تماثیل سے مراد فرشتوں۔ نبیوں اور عبادت گذار بندوں کی تصاویر ہیں تا دوسرے لوگ ان کو دیکھ کر اسی طرز پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں“۔

اس اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک نیک غرض کے لئے تصاویر بنوایا کرتے تھے۔

(۸)

تصاویر انبیاءؑ اور علامہ زمخشری

تفسیر البحر المحیط کے مصنف علامہ زمخشری کا قول درج کرتے ہیں۔ کہ:۔ ”وقال الزمخشری ھی صور الملئکۃ والنبیین والصالحین کانت تعمل فی المساجد من نحاس وصفر وزجاج ورخام لیراھا الناس فیعبدوا نحو عبادتھم“ (البحر المحیط جلد ۷ صفحہ ۲۶۵)

ترجمہ:۔ زمخشری کہتے ہیں۔ کہ تماثیل سلیمان ؑ سے مراد فرشتوں۔ نبیوں اور بزرگوں کی تصاویر ہیں۔ جو عبادت گاہوں میں تانبے۔ پیتل۔ شیشے اور سنگ مرمر سے تراشی جاتی تھیں۔ تا لوگ ان کو دیکھ کر اسی طریق پر عبادت بجا لائیں“۔

اس سے بھی ثابت ہے۔ کہ ایک خاص مقصد کے لئے حضرت سلیمان ؑ نبیوں کی تصاویر تیار کرواتے تھے۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کو ذکر فرمایا۔ مگر اسکی مذمت یا تردید نہیں فرمائی۔ غیر احمدی لوگ ان مسلمات کے باوجود خواہ مخواہ یہ اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دور دراز کے اہل فراست کے لئے اپنا فوٹو کیوں کھچوایا۔ ورنہ وہ بتائیں۔ کہ ان کے پاس تماثیل سلیمان ؑ کا کیا جواب ہے؟

(۹)

الدجال فردِ واحد نہیں بلکہ انسانوں کا ایک گروہ ہے

دجال معہود کے بارے میں عام مسلمانوں میں دو بڑی غلطیاں ہیں۔ اول یہ کہ وہ فردِ واحد ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ کوئی غیر معمولی مخلوق ہے۔ انسانوں میں سے نہیں ہے سورۃ المومن کی آیت لخلق السمٰوات والارض اکبر من خلق الناس ولکن اکثر الناس لا یعلمون (۵۷) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ:۔

"من خلق الناس من خلق الدجال"

(تنویر المقیاس صفحہ ۲۹۳) کہ اس آیت میں الناس سے مراد الدجال ہے۔

اس حوالہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک دجال فردِ واحد نہ تھا۔ بلکہ انسانوں کا ایک گروہ تھا ورنہ وہ "الناس" کی تفسیر الدجال سے نہ کرتے۔

اسی جلد پہلی آیت ان الذین یجادلون الخ کی تفسیر میں لکھا ہے

"ھم الیھود کانوا ایضاً یجادلون مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم بصفۃ الدجال و عظمتہ ورجوع الملک الیھم عند خروج الدجال"

(تنویر المقیاس صفحہ ۲۹۳)

کہ یہود حضور علیہ السلام سے دجال کی صفات و عظمت کے بارے میں مجادلہ کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ جب دجال کا خروج ہوگا تو ہماری بادشاہت عود کر آئے گی۔

اس سے یہ لطیفہ بھی ثابت ہے کہ آخری زمانہ میں جو لوگ یہود کی سلطنت قائم کرنے کے درپے ہوں گے۔ دجال ان میں سے ہی ہیں۔ اس زمانہ میں انگریز قوم ہنوز شمشیر سرزمین فلسطین میں یہودی سلطنت کے قیام کی سعی کر رہی ہے پس ظہور دجال کے سمجھنے میں زیادہ وقت نہ ہونی چاہیئے۔

(۱۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً قرار دینے کی حکمت

(الف) امام زین الدین الحنبلی اپنی کتاب "لطائف المعارف" میں تحریر فرماتے ہیں

"وسمی سراجاً لان السراج الواحد یوقد منہ الف سراج ولا ینتقص من نورہ شیء کذالک خلق اللہ الانبیاء من نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولم ینقص من نورہ شیء"

ترجمہ:۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سراج (چراغ) رکھا گیا۔ کیونکہ ایک چراغ سے ہزار چراغ بھی روشن کرلیا جائے تب بھی اس کے نور میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اسی طرح اللہ تعالٰے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے تمام نبیوں کو پیدا فرمایا۔ اور حضورؐ کے نور میں کوئی کمی واقعہ نہ ہوئی۔

(لطائف المعارف مطبوعہ مصر صفحہ ۱)

(ب) علامہ فخر الدین الرازی تحریر فرماتے ہیں

"قال فی حق النبی علیہ السلام سراجاً ولم یقل انہ شمس مع انہ اشد اضاءۃ من السراج لفوائد منھا ان الشمس نورھا لا یوخذ منہ شیء والسراج یوخذ منہ انوار کثیرۃ"

(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۷۸۹)

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰے نے چراغ قرار دیا۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ آپ سورج ہیں حالانکہ سورج چراغ سے کہیں زیادہ روشن ہوتا ہے۔ اس میں کئی حکمتیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ سورج کا نور لیا نہیں جاسکتا۔ لیکن چراغ سے بہت سے انوار حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

ان دونوں عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اس لئے "سراجاً منیراً" بنایا ہے کہ آپؐ کے انوار کو متعدی بنایا جائے ہمیشہ انبیاء آپ کے نور سے منور ہوتے رہے ہیں۔ اور اب آئندہ بھی ایسا ہی چراغ دنیا کی روشنی کا موجب بن سکتا ہے جو چراغ محمدی سے استفادہ نور کرے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔ نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

مسٹر ایچ۔ جی۔ ویلز کی مورخانہ حیثیت

از مکرم مولوی علی محمد صاحب اجمیری مولوی فاضل

(۲)

مسٹر ویلز اگر اور تمام واقعات سے آنکھیں بند بھی کر لیتے۔ اور صرف انہیں القاب پر نظر کرتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قوم نے متفقہ طور پر دے رکھے تھے تب بھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ گندہ خیال ظاہر نہ کرتے۔ ان میں سے ایک تو وہی لقب ہے جس کا اوپر ذکر آچکا ہے یعنی "الامین" جس کے معنے ہیں ایماندار معزز اور معتبر۔ دوسرا لقب "الصدوق" ہے۔ جس کے معنے ہیں راست باز۔ صاف گو اور صحیح بات کہنے والا۔ تیسرا لقب آپ کا "عاشق الٰہی" ہے۔ یہ لقب آپؐ کو آپ کی دنیا سے بے توجہگی اور خدا تعالٰے کی طرف رجوع کی وجہ سے ملا ہوا تھا۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی قوم آپؐ کے چال چلن رنگ ڈھنگ اور طور طریقوں سے آپ کو بہت بلند پایہ روحانی انسان خیال کرتی تھی۔

یہی وہ پاکیزہ صفات تھے جن سے آپؐ اپنی قوم میں مشہور تھے چنانچہ جب آپ نے نبوت کا دعوٰی کیا تو آپ نے اپنے مکذبین اور مخالفین کے سامنے اپنی قبل از دعوٰی زندگی ہی کو بطور حجت پیش کیا۔ قرآن مجید کی سورۃ یونس میں آپؐ کا یہ چیلنج موجود ہے کہ تم میری سابقہ زندگی پر کوئی عیب نہیں لگا سکتے۔ اور جب اتنی لمبی زندگی میں نے پاکیزہ گذاری ہے تو یہ کیونکر قرین عقل و دانش ہے کہ آج چالیس برس کے بعد یکدم جھوٹا فریبی اور دغاباز بن گیا۔

یہ چیلنج ایک نفسیاتی دلیل پر مشتمل ہے جس کے سامنے نہ صرف کفار مکہ ہی ذلیل ہوئے بلکہ یہ آج تک سب مخالفین اسلام کو شرمندہ کر رہی ہے کیونکہ وہ ہزار کوششوں کے باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوٰی سے پیشتر کی زندگی پر ایک چھوٹے سا چھوٹا الزام بھی نہیں لگا سکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدا تعالیٰ نے بچپن میں ہی اعجازی طور پر حفاظت کی تھی۔ [illegible] اخلاقی گناہ میں

خوش ہونا تو بہت دور کی بات ہے آپ نے کبھی کسی لہو و لعب کی مجلس میں بھی شرکت نہ کی تھی۔ ایک ایسے ماحول میں جہاں ہر طرف فسق و فجور کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے رہتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کبھی کسی خفیف سے خفیف لغزش کی طرف بھی میلان نہ ہوا تھا۔ اور یہ اتنا بڑا کمال ہے جس سے آپ کی شان آپ کے اشد ترین معاندین کی نگاہ میں بھی بہت بلند ہو جاتی ہے۔ یہاں صرف مسٹر ولیم میور کی کتاب "لائف آف محمدؐ" کی ایک سطر کا اقتباس دینا کافی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔ "ہماری تمام تصنیفات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں ان کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی پر جو اہل مکہ میں کمیاب تھی متفق ہیں"

مسٹر ویلز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے جس حصہ کی طرف اشارہ کیا ہے اب ہم اس کے متعلق تاریخ اسلامی سے چند شہادتیں پیش کرتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عنفوان شباب میں تجارت کا پیشہ اختیار کر لیا تھا یہی آپؐ کا ذریعہ معاش اور شغل تھا۔ اور جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں آپ نے اس سلسلہ میں شام اور یمن کے متعدد سفر بھی کئے تھے۔ تجارت کے کاروبار میں طبعاً دوسرے لوگوں کے ساتھ آپ کے معاملات پیش آتے تھے۔ اور ہم ان سب کو جن کو آپ سے واسطہ پڑا آپ کی تعریف میں رطب اللسان پاتے ہیں۔ آپ کے شرکائے تجارت کے بیانات سے جو احادیث اور تاریخ میں مذکور ہیں پتہ چلتا ہے کہ آپ باوقار اور صاحب عزت تاجر تھے۔

(۱) تاجر کے محاسن اخلاق میں سے سب سے زیادہ نادر چیز ایفائے عہد اور اہتمام وعدہ ہو سکتی ہے۔ اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ منصب نبوت سے پہلے مکہ کا تاجر امین اس اعلیٰ خلق کا بہترین نمونہ تھا۔ عبداللہ بن ابی الحمساء ایک صحابیؓ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خرید و فروخت کا کوئی معاملہ کیا تھا۔

(باقی)

کچھ معاملہ ہو چکا تھا۔ اور کچھ باقی تھا میں نے وعدہ کیا۔ کہ پھر آؤں گا۔ اتفاق سے تین دن تک مجھے اپنا وعدہ یاد نہ آیا۔ تیسرے دن جب وعدہ گاہ پر پہنچا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسی جگہ منتظر پایا۔ لیکن اس اخلاف وعدہ سے آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ صرف اس قدر فرمایا۔ کہ تم نے مجھے زحمت دی۔ میں اس مقام پر تین دن سے موجود ہوں۔

(ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۳۴)

(۳) سائبؓ نامی ایک اور صحابی جب مسلمان ہو کر آئے تو لوگوں نے ان کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا "میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں"۔ سائبؓ نے کہا۔ آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ میرے شریک تجارت تھے۔ لیکن ہمیشہ معاملہ صاف رکھا فکنت لا تماری ولا تداری

(ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)

(۴) قیس بن سائب مخزومیؓ کا بیان ہے۔ کہ آپ کے ساتھ کاروبار کرنے والوں کے ساتھ آپ کا معاملہ نہایت صاف رہتا تھا۔ اور کبھی کوئی جھگڑا یا مناقشہ پیش نہ آتا تھا۔

(اصابہ ترجمہ قیس بن سائب)

تاریخ کے اصلی ماخذوں سے یہ وہ شہادتیں ہیں۔ جن سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی کیرکٹر اور اخلاق کے کتنے اعلیٰ مقام پر تھے۔ ان حالات میں ہم حیران ہیں۔ کہ مسٹر ویلز کے سامنے وہ کون سے تاریخی حقائق تھے۔ جن کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے ناپاک ریمارکس کرنے کی جرأت کی گئی۔ واقعات کی ساری شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسٹر ویلز نے حضور کی نسبت جو رائے ظاہر کی ہے۔ وہ سراسر غلط بے بنیاد اور باطل ہے۔

مسلمانوں نے مسٹر ویلز کی تصنیف "آوٹ لائن آف ہسٹری" کی اشاعت پر اس قسم کے ناجائز اور دل آزار ریمارکس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ مگر انہیں نے اپنی کوششیں صرف زبانی احتجاج تک محدود رکھیں اور اس زہر کے ازالہ کی کوئی حقیقی اور موثر کوشش نہ کی جو مسٹر ویلز کی قسم کے مصنفین آئے دن اپنی تحریروں سے اہل یورپ کے دلوں میں اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پیدا کرتے رہتے ہیں۔ ایک وقتی جوش کے ماتحت صرف لفظی پروٹسٹ کر کے خاموش ہو جانا کچھ معنی نہیں رکھتا اس کے لئے متواتر تبلیغی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ تا یورپ کو یہ علم ہو جائے۔ کہ جس انسان کامل کو ان کے مصنفین محض تعصب کی وجہ سے ان کے سامنے بھیانک شکل میں پیش کرتے رہتے ہیں۔ اس کی اصلی اور حقیقی شان کیا ہے۔

ھذا کا شکر ہے کہ اس نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو یہ توفیق بخشی۔ کہ حضور نے مبلغین کی ایک فوج تیار کر کے یورپ میں بھیجی ہے۔ جو یورپ کے زور سے ان تمام غلط فہمیوں کو دور کر رہے ہیں۔ جو عرصہ دراز سے ان ممالک میں اسلام کے خلاف پھیلی ہوئی ہیں۔ لیکن دوسرے مسلمانوں کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ صرف انسکے ظلم کو بہت تھوڑے سے ہی عرصہ کے بعد بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے مسٹر ویلز کی مخالفت پر اخبارات میں تعریفی نوٹ لکھے ہیں اور یہ کام ہمارے لئے چھوڑ دیا کہ ہم اس موقعہ پر پھر مسٹر ویلز کی اصل حقیقت دنیا پر ظاہر کریں

حصہ لینے والے جلد توجہ دیں ایسا نہ ہو کہ محروم رہ جائیں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مشرقی ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم کرنے کے لئے ایک کمپنی کے اجراء کا اعلان فرمایا تھا جس سے ایک تو مالی منافع کی کافی توقع ہے دوسرے تبلیغ کے لئے میدان وسیع ہو سکیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضور کے ارشاد کے ماتحت دوست اس میں حصہ لے رہے ہیں اور اپنے وعدے لکھوا رہے ہیں۔ خواہشمند احباب جلد دفتر ہذا میں اپنے وعدے لکھوا دیں ایسا نہ ہو کہ مطالبہ پورا ہونے پر وہ حصہ لینے سے محروم رہ جائیں۔ کارخانہ کشیدہ روغن کیلئے جتنی رقم کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس سے کہیں بڑھ کر وعدے موصول ہو چکے ہیں اب کارخانہ کشیدہ روغن میں بالکل گنجائش نہیں، اب دوست بلاد مشرقی کے ساتھ تجارت

اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے

"ہر وہ شخص جو خدا تعالےٰ کی محبت اور خدمت اسلام کیلئے تحریک جدید میں حصہ لے رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کی قربانی کو قبول فرمائیگا" تحریک جدید کی جائداد میں حصہ لینے والے

بانجھ پن کا شرطیہ علاج

رحم بند ہو۔ رحم میں سردی ہو۔ یا گرمی یا سوء مزاج خشک رحم کا یا گرنا خلط بلغمی یا صفراوی یا سوداوی کا یا بوجہ فربہی کے رحم میں چربی زیادہ ہو یا بہت لاغر عورت ہو۔ یا ریح غلیظ کا رحم میں پیدا ہونا مانع ہو استقرار کو غرض بفضل خدا ہماری دوائی سے مکمل طور پر آرام ہو جاتا ہے۔ اور گوہر مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔
قیمت مکمل کورس چالیس دن گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک۔

حکیم حاذق سید مہر علیشاہ مالک دواخانہ فاروقی قادیان

نظام نو انگریزی پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا
دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا

اس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا گذشتہ موجودہ اور مستقبل تبلایا گیا ہے۔ اور دوسرے ایسے تبلیغی مضامین کا اضافہ کیا گیا ہے جس سے تمام جہان کے انگریزی دان طبقہ پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت و فوقیت ظاہر ہو سکتی ہے۔ قیمت چار آنے ایک روپیہ کے پانچ معہ محصولڈاک

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

خوشخبری

ٹھہر جائیے جان سنئے

الیکٹرک فٹنگ۔ موٹر۔ پنکھے اور بجلی و ریڈیو کے ہر قسم کے کام کیلئے اے۔ ایف۔ الیکٹرک اینڈ ریڈیو کمپنی بالمقابل نور ہسپتال محلہ دارالفضل کی خدمات حاصل کریں۔ کام وعدہ پر تسلی بخش اور بارعایت کیا جاتا ہے

المشتہر:- محمد عبداللہ منیجر کمپنی ہذا

محلہ دارالبرکات متصل ریلوے سٹیشن قادیان میں

قطعہ ۲۱ کا نصف حصہ یعنی دس مرلہ جس کو بیس ۲۰ فٹ کی سڑک لگتی ہے۔ قابل فروخت ہے۔ یہ جگہ کالج۔ ہسپتال ریلوے اسٹیشن و شہر کے نزدیک ہونے کے سبب نہایت ہی موزوں ہے۔ ضرورت مند دوست بذریعہ خط و کتابت یا خود مل کر قیمت کا فیصلہ کر لیں }

سراجدین پوسٹماسٹر چھہرٹہ ضلع امرتسر

جناب ڈپٹی جنرل منیجر صاحب او۔ ڈی ریلوے

تحریر فرماتے ہیں مجھے دفتری کام سے بہت تھکن اور کمزوری محسوس ہونے لگتی تھی۔ آپ کی سونے کی گولیوں کے ایک ہفتہ استعمال سے اب کام سے نہ تھکن محسوس ہوتی ہے نہ کمزوری بہت مفید طلسمی اثر گولیاں ہیں۔
(دستخط ڈاکٹر چوہدری سردار خاں صاحب ڈی۔ جی۔ ایم) ایک روپے کی چار گولیاں۔ ایک ماہ کا کورس

قیمت چودہ ۱۴ روپے } **طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ قادیان**

شباکن و شفائی

یہ دونوں دوائیں ملیریا اور دوسرے بخاروں کے لئے بہترین یونانی دوائیں ہیں۔ شباکن پسینہ لا کر بخار اتار دیتی ہے جگر اور طحال کو صاف کرتی ہے معدہ کو طاقت دیتی ہے۔ اعصاب کو طاقت بخشتی ہے۔ اور کونین کے نقصان کے بغیر جسم کو ملیریا کے بداثرات سے صاف کر دیتی ہے۔ شفائی پرانے اور سخت بخاروں میں شباکن کے ساتھ دی جائے۔ تو ان کو توڑنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ جو بخار نہایت سخت ہوتے ہیں اور ٹوٹنے میں نہیں آتے۔ کونین کے ٹیکوں سے بھی انکو فائدہ نہیں ہوتا۔ وہ شفائی کو شباکن کے ساتھ دینے سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور اعصاب کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ ہر گھر میں ان دواؤں کا ہونا بہت سے اخراجات سے بچا لیتا ہے۔ قیمت یکصد قرص شباکن عہ اور پچاس قرص عہ شفائی درجن ۸ علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ } **دواخانہ خدمت خلق قادیان**

ظفر فرنیچر ہاؤس قادیان

ہمارے ہاں نہایت مضبوط۔ خوبصورت۔ دیرپا اور دلکش فرنیچر پلنگ وغیرہ نہایت واجبی نرخوں پر مل سکتے ہیں نیز لکڑی کی چرائی اور عمارتی سامان بھی دستیاب ہو سکتے ہیں ہماری ساختہ جملہ اشیاء احباب سہولت کیساتھ مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل کر سکتے ہیں

سیف برادرس ریتی چھلہ قادیان

منیجر ظفر فرنیچر ہاؤس

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ منیجر

نہایت ضروری اعلان

چونکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بہت جلد واپس قادیان آرہے ہیں، اس لئے بیرونی جماعتیں و احباب ڈلہوزی کی بجائے قادیان کے پتہ پر ڈاک ارسال فرمائیں۔

نئی دہلی ۶ ستمبر کل پھر نئی عبوری حکومت کے ممبروں کا اجلاس منعقد ہوا۔ معلوم ہوا ہے کہ ہر روز تیسرے پہر یہ اجلاس ہوا کرے گا۔ کل کے اجلاس میں سنٹرل اسمبلی کے انعقاد کی تاریخوں پر غور کیا گیا۔

کراچی ۵ ستمبر۔ سندھ اسمبلی کے اجلاس میں سپیکر کے مستعفی ہو جانے کی بنا پر بہت پیچیدہ صورت پیدا ہوگئی۔ جبکہ ڈپٹی سپیکر (کانگرسی) نے بھی مستعفی ہو جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور کافی عرصہ یہ سوال زیر بحث رہا کہ سپیکر کی کرسی پر کون بیٹھے۔ بالآخر اجلاس ہفتہ کے روز پر ملتوی کر دیا گیا۔

سلہٹ ۵ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ مسلم لیگ کی پالیسی میں تبدیلی اور موجودہ نازک صورت حالات کے پیش نظر مولوی حسین احمد مدنی مسلم لیگ میں شمولیت کے سوال پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔

نئی دہلی ۵ ستمبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری کو عدن سے ایک تار کے ذریعے مطلع کیا گیا ہے۔ کہ عدن میں عربوں کے مختلف جلسوں میں وہاں کے علماء نے مسلم لیگ کی حمایت کی ہے۔ اور مسٹر محمد علی جناح کے مطالبات کی تائید کی ہے۔

لاہور ۵ ستمبر۔ میاں عبد الحی سابق وزیر تعلیم پنجاب نے اس خبر کی تردید کر دی ہے۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے انہیں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں عہدہ پیش کیا ہے۔ آپ نے کہا اگر بالفرض ایسا عہدہ پیش بھی کیا جاتا۔ تو میں بلا تامل اسے رد کر دیتا۔ کیونکہ میرے نزدیک مسٹر جناح ہی مسلمانوں کے یگانہ نمائندہ اور مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد سیاسی تنظیم ہے۔

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

تو چالیس سال پیشتر بھی پاکستان کا حامی تھا۔

بمبئی ۶ ستمبر جمعہ کے وقت بمبئی میں بالعموم امن رہا۔ لیکن شورش زدہ علاقہ سے اکا دکا حملوں کی اطلاعات آتی رہیں۔ پولیس کو دو بار گولی چلانا پڑی۔

کلکتہ ۶ ستمبر شہر میں امن رہا۔ حکومت کی طرف سے محلہ وار امن کمیٹیاں قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

بمبئی ۶ ستمبر۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ آج بمبئی میں پولیس اور فوج کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ تاکہ جمعہ کی تقریب پر امن طریق سے گذر سکے آج صبح چھ بجے سے اس وقت تک حملوں کی سات واردات ہو چکی ہیں کل صبح چھ بجے سے کر آج صبح تک ۲۹ اشخاص ہلاک اور ایک سو مجروح ہو چکے ہیں۔ فساد کی ابتدا سے لے کر اب تک ۲۰۳ شخص ہلاک اور ۶۱۸ مجروح ہوئے ہیں۔

بمبئی ۶ ستمبر وزیر اعظم بنگال مسٹر حسین شہید سہروردی بمبئی پہنچ گئے ہیں۔

دہلی ۶ ستمبر۔ ایک ہفتہ کے لئے مزید کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے۔

پشاور ۶ ستمبر۔ صوبہ سرحد مسلم لیگ کی کونسل آف ایکشن کی میٹنگ پیر صاحب مانکی شریف کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں ایک قرارداد کے ذریعے مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ وہ اپنی ضروریات مسلمان تاجروں سے حاصل کیا کریں۔ ایک دوسری قرارداد میں صوبہ کے مسلمان وکلاء سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ مسلم عوام میں لیگ کا پراپیگنڈا کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کریں۔

لندن ۵ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ ملک خضر حیات خان ٹوانہ وزیر اعظم پنجاب اس مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہے ہیں۔ کہ وہ ملک کی نازک صورت حال کے پیش نظر غیر مشروط طور پر مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ اس سلسلے میں آپ نے لندن میں بعض ممتاز مسلمانوں سے مشورہ بھی کیا ہے۔

امرتسر ۵ ستمبر۔ سردار نرنجن سنگھ گل نے سکھ پنتھک بورڈ کی صدارت

سے استعفی دیدیا ہے۔ جو منظور کر لیا گیا ہے۔

کلکتہ ۵ ستمبر۔ سابق وزیر اعظم بنگال مسٹر فضل الحق نے اپیل کی ہے۔ کہ تمام غیر لیگی مسلمانوں کو اس نازک مرحلہ پر لیگ میں شامل ہو جانا چاہیئے۔

نئی دہلی ۵ ستمبر اتحادی تنظیم امن کے ۲۳ ستمبر کے اجلاس میں جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کی پوزیشن کے مسئلہ پر غور کیا جائے گا۔ ہندوستان کی طرف سے نمائندگی کرنے والوں میں مسٹر وجیا لکشمی کے علاوہ آنریبل جسٹس سر محمد ظفر اللہ خان صاحب اور ڈاکٹر جیکار کو بھی غالباً شامل کیا جائیگا۔

لاہور ۵ ستمبر۔ پنجاب شیعہ کانفرنس کے صدر نے ایک بیان میں بتایا۔ کہ مسٹر علی ظہیر نے عبوری حکومت میں شامل ہو کر شیعان ہند کے مفاد اور روایات کو سخت صدمہ پہنچایا ہے:۔

بمبئی ۵ ستمبر مسٹر محمد علی جناح نے ایک بیان میں فرمایا۔ موجودہ حالات میں مسلم لیگ کے عارضی حکومت اور دستور ساز اسمبلی میں شامل ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ کیونکہ یہ شمولیت ذلت اور رسوائی کے مترادف ہوگی۔ مسلم لیگ کا ڈائرکٹ ایکشن پُر امن طور پر چلایا جائے گا۔ موجودہ فسادات کے متعلق آپ نے کہا میں ذاتی علم کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ ہندو مسلمانوں کی ہر جگہ تقتیل کر رہے ہیں۔ وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اب ہندو راج قائم ہو گیا اس لئے مسلمانوں کو ہندوؤں کا غلام بن کر رہنا چاہیئے۔ وائسرائے گاندھی جی اور کانگرس ان فسادات کے متعلق ہرگز بری الذمہ قرار نہیں دیئے جا سکتے اگر برطانیہ نے ہندوستان اور مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی موجودہ کوششیں جاری رکھیں۔ تو روس ایک بہت بڑا خطرہ ثابت ہوگا۔ آخر میں آپ نے بتایا۔ مجھے ان دنوں ٹیلیفون پر اور گمنام خطوط کے ذریعے قتل کرنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں:۔